شذرات

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ دور کے انسان نے جو طبعی اور مادی ترقی کی ہے اس کا نظیر ماضی کے کسی دور میں نہیں ملتا۔ چاند اور سیاروں پر حضرت انسان کا چھلانگ لگانا انسانی ترقی اور عقل و دانش کا بڑا ثبوت ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے کچھ مذہبی اور دینی عالم اب اس حقیقت کو سمجھ نہ سکے ہیں اور اپنے مواعظ میں ان چشمدید واقعات کو جھٹلاتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی سادگی کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ تجربات اور مذہبی امور کا بھی انکار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف طبیعیات میں محو اور مادی ترقی کے دلداروں کا یہ کہنا بھی بعید از عقل ہے کہ انسان شریعت الٰہیہ میں رہ کر طبعی اور مادی ترقی نہیں کر سکتا، ایسے لوگ اصل میں انسانی زندگی کے تسلسل کے منکر معلوم ہوتے ہیں، ورنہ ایسی جرأت نہیں کر سکتے، اصل میں یہ سوچنا چاہیئے کہ انسانی عقل کہاں تک ترقی کر سکتی ہے۔

انسان کے وجود کا پہلا حصہ بدن ہے۔ اس کے اندر ہم ایک انسانی روح مانتے ہیں، اسے ہوا سے تعبیر کیا جائے یا وہ ایک قسم کی آگ سی تیز چیز ہے ایسی تعبیر تو کی جا سکتی ہے لیکن اس کی حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی۔ انسان کا اصل مدار اس جسمانی روح پر ہے جو تمام بدن میں گھسی ہوئی ہے اس سے انسانی زندگی کا بقا ہے اور موت کا یہ مطلب ہے کہ وہ روح اس بدن سے علیحدہ ہو گئی۔ اور دوسری دنیا اور آئندہ کی زندگی میں جو تبدیلیاں وابستہ ہیں وہ اسی دور کی تبدیلیاں ہیں اس بدن انسان کو ہم گھوڑے سے تعبیر کر سکتے ہیں جو چلنے میں مدد دیتا ہے یا اس قلم سے تعبیر کرتے ہیں جو ہمیں لکھنے میں مدد کرتا ہے۔

روح کے متعلق صوفیائے کرام کی تجزیہ کرنے کی صورتیں ہمیں ملتی ہیں وہ مشق کر کے اس کو دیکھ سکتے ہیں اور یہ بات یونانی، ایرانی، مسلمان اور ہندو سب میں پائی جاتی ہے۔ اس روح کی ایک طرف تو جسم انسانی سے ملتی ہے اور دوسری طرف فرشتوں سے ملتی ہے عروج

اور ترقی کے لئے اس کو فرشتوں جیسا بن جانا چاہیئے۔

انسانیت کے مقابلہ میں اس روح کے مالک نے ایک دوسری چیز پیدا کی ہے جس کو جن کہا جاتا ہے وہ اس روح کا ایک پورا نمونہ اور مثال ہے ان کے لئے بدن انسانی کی طرح مٹی سے بنا ہوا جسم نہیں ہوتا بلکہ آگ اور ہوا سے لطیف چیزوں سے بنا ہوا ہے وہ چیزیں ہی جسمانی شکل میں ہماری اس جسمانی روح کے قریب قریب ہوتی ہیں ان کی انتہائی شکل وہ ہوتی ہے کہ ان کی روح ہماری روح کے مانند ہوتی ہے اگرچہ اس میں کچھ فرق ہو جس کا ہم تعین نہیں کر سکتے۔

انسان میں ایک خوبی ہے کہ وہ فرشتوں کی نمائندگی کر سکتا ہے اس کے واسطے زمین پر آسمان سا نظام پیدا کرنا ممکن ہے آسمان فرشتوں کی زمین اور انسان اپنی زمین پر آسمان سا نظام پیدا کر سکتا ہے جن اپنی طبیعت کے مطابق اس آسمانی نظام سا ناقص خاکہ تیار کر سکتے ہیں مگر وہ فرشتوں کے مانند نمائندگی نہیں کر سکتے۔ جنات کی روح ناقص ہے انسانی روح سے جیسے حیوان گھوڑے، بکری انسان سے کم درجہ پر ہے۔ الغرض جنات کی روح انسان کی روح کی مانند ترقی کر سکتی ہے

انسان دنیا میں یکدم پیدا نہیں ہوا پہلے مثلاً نباتات، جمادات اور اس کے بعد حیوان اور پھر انسان۔ اگر حیوانوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں طبعی طور پر کسی قدر اجتماعیت پائی جاتی ہے وہ جماعت بنا کر کام کرتے ہیں جس حیوان میں زیادہ اجتماعیت ہوگی وہ انسان سے زیادہ قریب ہوگا۔ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے حیوانات کے دور میں جنات کی طاقتیں حیوانوں کی طاقت میں تصرف کر کے ان کو ترقی دینے کی کوشش کرتے رہے۔ اگر حیوانات کو انسان کے درجہ پر رکھا جائے تو اس زمانے کے جنات کو فرشتوں کے درجہ پر رکھنا چاہیئے۔ جیسے انسانوں میں سے اعلیٰ طبقہ کے انسان فرشتوں کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں ایسے ہی اچھے حیوانات جنات کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں اب اس دور کے بعد انسان پیدا ہوتا ہے یہ دنیا میں ترقی کے واسطے زمین پر اتر آتے ہیں تو زمین پر اس قدر روشنی آجاتی ہے جیسے دن میں سورج کی روشنی۔ اس سے پہلے زمانہ گویا ایک رات تھی اب انسان کی اصل ترقی یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے ساتھ رہے اور انہیں کے طرز کا زمین پر اپنے اندر اور پھر اپنے ذریعے سے حیوانوں کے اندر یہ نظام قائم کرے جتنے حیوان زمین پر رہتے ہیں ان کو انسان اپنے کام میں لگا دے اور اسی طرح انہیں منظم کرے اسی قسم کا نظام قائم کرنے کے لئے اسے

ملائکہ کی نقل اتارنی پڑے گی اور یہ انسان کا اونچا درجہ ہے۔ انسان جنوں کے نظام کو پیدا کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اس پر اسے اطمینان نہ ہوگا۔ اطمینان تب ہو جب یہ فرشتوں سا نظام پیدا کرے اور موت کے بعد اس کی روح ترقی کر کے فرشتوں سے جا ملے اشراقی حکماء یونانی، ہندو، ایرانی وغیرہ سب کا یہ متفق علیہ نظریہ ہے طبیعیات اور ریاضی دان حکیم ان چیزوں کو بطور نظریہ کے مانتے ہیں اور اپنی علمی کوششوں سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی کامیاب ہوا اور کوئی ناکامیاب یہ الگ مسئلہ ہے۔

افلاطون اپنی تمام حکمت کی بنیاد اس نظریہ پر رکھتا ہے اور اس کا شاگرد ارسطو بطور نظریہ کے لیتا ہے سکندر کے انقلاب کے بعد ایرانی حکماء کی باتیں صاف نہیں رہیں۔ مگر ایرانی حکماء بھی اسی طرز کے تھے اسلام سے پہلے ہندوں پر کئی انقلاب آئے مگر ان میں یہی نظریہ آج بھی بدستور قائم ہے۔ توریت، انجیل اور قرآن مقدس اس نظریہ کو قبول کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تفصیلات اپنے اپنے زمانے میں یہی رہیں اور قرآن حکیم نے اس کو زیادہ واضح کیا ہے